72216 ـ اگر کسی کو اپنے ذمہ فرض نمازوں اور روزں کی تعداد کا علم نہ ہو تو اسے کیا کرنا چاہیے ؟

سوال

اگر کسی مسلمان شخص کو فوت شدہ نمازوں اور روزوں کی تعداد کا علم نہ ہو تو اس کی قضاء کیسے کرے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

فوت شدہ نمازیں تین حالتوں سے خالی نہیں:

پہلی حالت:

کسی عذر مثلا نیند یا بھول کر نماز رہ گئی ہو تو اس حالت میں اس کی قضاء واجب ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جو کوئی نماز بھول جائے، یا اس سے سویا رہے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے اس وقت ادا کر لے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (572) صحیح مسلم حدیث نمبر (684) یہ الفاظ مسلم شریف کے ہیں.

اور یہ نمازیں جس ترتیب کے ساتھ فرض ہیں اسی طرح ادا کرنا ہونگی پہلی نماز پہلے؛ کیونکہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث ہے کہ:

" عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ جنگ خندق کے روز مغرب کے بعد آئے اور کفار قریش کو برا کہنے اور کوسنے لگے، اور کہا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عصر کی نماز ادا نہیں کر سکا حتی کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو چکا تھا، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اللہ کی قسم میں نے بھی نماز ادا نہیں کی "

چنانچہ ہم وادی بطحا کی طرف گئے اور نماز کے لیے وضوء کیا اور عصر کی نماز غروب آفتاب کے بعد ادا کی، اور اس کے بعد نماز مغرب ادا کی "

صحیح بخاری حدیث نمبر (571) صحیح مسلم حدیث نمبر (631).

دوسری حالت:

کسی ایسے عذر کی بنا پر نماز ترک ہو جائے کہ انسان کے حواس ہی اس کے ساتھ نہ ہوں، مثلا بے ہوشی وغیرہ تو اس حالت میں نماز ساقط ہو جائیگی اور اس کی قضاء واجب نہیں ہو گی.

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

میرا ایکسیڈنٹ ہوا اور میں تین ماہ تك ہاسپٹل میں رہا، اس دوران مجھے ہوش نہ تھی، میں نے اس مدت کے دوران نماز ادا نہیں کی، کیا مجھ سے نماز ساقط تھی یا کہ مجھے پچھلی نمازیں ادا کرنا ہونگی ؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا:

" اگراس مدت کے دوران آپ کے ہوش و حواس قائم نہ تھے تو آپ سے مذکورہ مدت کی نمازیں ساقط ہیں " انتہی

اور درج ذیل سوال بھی دریافت کیا گیا:

اگر کوئی انسان بے ہوش ہو جائے اور اس مدت میں اس نے نماز ادا نہ کی ہو تو ہوش آنے کے بعد رہ جانے والی نمازیں کس طرح ادا کرے گا ؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

" اس مدت کے دوران رہ جانے والی نمازیں قضاء نہیں کی جائینگی، کیونکہ مذکورہ حالت میں وہ شخص مجنون اور پاگل کے حکم میں ہے، اور مجنون شخص مرفوع القلم ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (6 / 21).

تیسری حالت:

بغیر کسی عذر کے جان بوجھ کر عمدا نماز ترک کی جائے، تو یہ دو حالتوں سے خالی نہیں:

یا تو وہ نماز کا انکار کرنے والا اور اس کی فرضیت کا منکر ہو گا، ایسے شخص کے کفر میں کوئی شك و شبہ نہیں، اور اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اس لیے اسے اسلام قبول کر کے اسلام کے ارکان و اجبات پر عمل کرنا ہو گا، اور حالت کفر میں ترك کی گئی نمازوں کی قضاء اس کے ذمہ نہیں ہیں.

دوم:

یا پھر وہ سستی اور کاہلی کی بنا پر نماز ترك کرتا ہے، تو ایسے شخص کی قضاء صحیح نہیں، کیونکہ اس کے نماز ترك کرنے کا کوئی سبب اور عذر نہیں تھا، اور پھر اللہ تعالی نے نماز تو وقت محدد اور معلوم مدت میں نماز ادا کرنا فرض کی ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

یقینا مومنوں پر نماز وقت مقررہ میں ادا کرنی فرض کی گئی ہے النساء (103).

یعنی نماز کا وقت مقرر اور محدود ہے، اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2697) صحیح مسلم حدیث نمبر (1718).

شیخ عبد لعزیز بن باز رحمہ اللہ تعالی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

میں نے چوبیس برس کی عمر ہونے کے بعد نمازیں ادا کرنا شروع کی ہیں اور اب ہر نماز کے ساتھ ایك اور فرضی نماز ادا کر رہا ہوں، کیا ایسا کرنا میرے لیے جائز ہے ؟

اور کیا میں یہ عمل کرتا رہوں، یا کہ میرے ذمہ کچھ دوسرے حقوق واجب ہوتے ہیں ؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

" صحیح یہی ہے کہ جان بوجھ کر عمدا نماز ترك کرنے والے کے ذمہ نماز کی کوئی قضاء نہیں، بلکہ اسے اللہ تعالی کے سامنے توبہ کرنا ہو گی؛ کیونکہ نماز دین اسلام کا ایك رکن اور ستون ہے، اور نماز ترك کرنا بہت عظیم اور بڑے جرائم میں شامل ہوتا ہے.

بلکہ علماء کرام کے صحیح قول کے مطابق جان بوجھ کر عمدا نماز ترك کرنا کفر ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" ہمارے اور ان کے مابین جو عہد ہے وہ نماز کا ترك کرنا ہے، چنانچہ جو کوئی بھی نماز ترك کرے اس نے کفر کیا "

اسے امام احمد اور اہل سنن نے بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے.

اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" آدمی اور شرك و کفر کے مابین نماز کا ترك کرنا ہے "

اسے امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے، اس کے علاوہ بھی اس مضمون کی بہت سی احادیث ہیں.

اس لیے میرے بھائی آپ کو چاہیے کہ اپنے رب سے سچی اور پکی توبہ کریں اور یہ اس طرح ہو سکتی ہے کہ آپ اپنے کیے پر نادم ہوں، اور آئندہ نماز ترك نہ کرنے کا پختہ عزم کریں، اور فوری طور پر نماز پنجگانہ ادا کرنا شروع کر دیں، اور آپ کے ذمہ ان نمازوں کی قضاء نہیں، نہ تو ہر نماز کے ساتھ اور نہ ہی کسی اور طرح، بلکہ آپ صرف توبہ کریں.

اللہ کا شکر ہے کہ جو کوئی بھی اللہ تعالی کے سامنے توبہ کرتا ہے اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرماتا ہے.

فرمان باری تعالی ہے:

اور اے مؤمنو تم سب کے سب اللہ تعالی کی طرف توبہ کرو، تاکہ تم کامیاب و کامران ہو جاؤ .

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" توبہ کرنے والا بالکل اسی طرح ہے جس کا کوئی گناہ ہی نہ ہو "

اس لیے آپ کو چاہیے کہ آپ اپنی توبہ میں سچائی اختیار کریں، اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کا محاسبہ بھی کریں، اور نماز پنجگانہ باجماعت وقت میں ادا کرنے کی کوشش کریں، اور جو کچھ ہو چکا ہے اس پر اللہ تعالی سے استغفار کرنے کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ کثرت سے کریں.

اور آپ خیر و بھلائی کی خوشخبری سن لیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں:

اور یقینا میں اس شخص کو بخش دینے والا ہوں جو توبہ کرتا اور ایمان لے آتا ہے اور پھر اعمال صالحہ کر کے ہدایت اختیار کر لیتا ہے .

اور سورۃ الفرقان میں جب اللہ سبحانہ وتعالی نے شرك، قتل اور زنا كا ذكر كيا تو اس كے بعد فرمايا:

اور جو كوئى بھى ايسے كام كرے وہ سزا پائے گا، اور روز قيامت اسے دوہرا عذاب ديا جائيگا، اور وہ اس ميں ہميشہ ذليل ہوتا رہے گا، ليكن جو شخص توبہ كرے اور ايمان لے آئے، اور نيك و صالحہ اعمال كرے، يہى لوگ ہيں اللہ تعالى جن كے گناہوں كو نيكيوں ميں بدل ڈالتا ہے، اور اللہ تعالى بخشنے والا رحم كرنے والا ہے .

ہم اپنے اور آپ كے ليے توفيق اور صحت كى دعاء كرتے ہيں، اور دعا ہے كہ اللہ تعالى توبہ كرنے اور خيرو بھلائى كے كاموں پر استقامت كى توفيق نصيب فرمائے" انتہى

ديكھيں: مجموع فتاوى الشيخ ابن باز (10 / 329 - 330).

دوم:

رہا مسئلہ روزوں كى قضاء كا اگر تو يہ روزے اس مدت كے دوران ہى ترك ہوئے ہيں جب نماز ترك كى تھى تو آپ پر ان ترك كردہ ايام كے روزے ركھنا واجب نہيں، كيونكہ تارك نماز كافر اور كفر اكبر كا مرتكب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے - جيسا كہ بيان كيا جا چكا ہے - اور كافر جب اسلام قبول كرتا ہے تو اس پر كفر كى حالت ميں ترك كردہ عبادات كى قضاء نہيں ہوتى.

ليكن اگر آپ نے روزے اس وقت ترك كيے جب آپ نماز پابندى سے ادا كرتے تھے اس ميں دو احتمال ہيں:

پہلا احتمال:

آپ نے رات روزہ ركھنے كى نيت نہ كى ہو، بلكہ آپ نے روزہ نہ ركھنے كا عزم كر ركھا ہو، تو اس كى قضاء صحيح نہيں، كيونكہ آپ نے بغير كسى عذر كے شرعى طور پر محدود وقت ميں عبادت كى ادائيگى ترك كى ہے.

دوسرا احتمال:

آپ نے روزہ ركھ ليا ليكن دن ميں كسى وقت روزہ توڑ ليا ہو، تو اس روزہ كى قضاء كرنى واجب ہے، كيونكہ جب رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے رمضان ميں روزے كى حالت ميں دن كے وقت بيوى سے جماع كرنے والے كو كفارہ كا حكم ديا تو اسے فرمايا تھا:

" اس كى جگہ ايك يوم كا روزہ ركھو "

سنن ابو داود حديث نمبر (2393) سنن ابن ماجہ حديث نمبر (1671) علامہ البانى رحمہ اللہ تعالى نے " ارواء الغليل

حدیث نمبر (940) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

بغیر کسی عذر کے رمضان المبارك میں دن کے وقت روزہ توڑنے کا حکم کیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

" رمضان المبارك میں دن کو روزہ توڑنا کبیرہ گناہ ہے، اور ایسا کرنے سے انسان فاسق بن جاتا ہے، اس پر اللہ تعالی کے ہاں توبہ کرنی واجب ہے، اور جس دن کا اس نے روزہ توڑا اس کی جگہ بطور قضاء روزہ بھی رکھنا ہو گا.

یعنی اگر اس نے روزہ رکھ لیا اور بغیر کسی عذر کے دن کو روزہ توڑ لیا تو وہ گنہگار ہو گا، اور اس دن کے بدلے اسے روزہ بھی رکھنا ہو گا؛ کیونکہ اس نے جب روزہ رکھ لیا اور روزہ فرض ہونے کی وجہ سے اس نے روزے کی ابتدا کر لی تو نذر کی طرح اس کی قضاء لازم ہو گی.

لیکن اگر بغیر کسی عذر کے اس نے اصل میں جان بوجھ کر عمدا روزہ رکھا ہی نہیں تو اس میں راجح یہی ہے کہ اس کی قضاء لازم نہیں؛ کیونکہ اسے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا، کیونکہ اس کا یہ روزہ قبول ہی نہیں.

اس لیے کہ قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ: جو عبادت بھی کسی وقت کے ساتھ متعین ہے جب بغیر کسی عذر کے اس کا متعین کردہ وقت نکل جائے تو وہ قبول نہیں ہوتی؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود ہے "

اور اس لیے بھی کہ یہ اللہ تعالی کی حدود سے تجاوز ہے، اور اللہ تعالی کی حدود سے تجاوز کرنا ظلم ہے، اور ظالم سے قبول نہیں ہوتا.

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور جو کوئی بھی اللہ تعالی کی حدود سے تجاوز کرے تو یہی ظالم لوگ ہیں .

اور اس لیے بھی کہ اگر یہ عبادت وقت سے پہلے یعنی وقت شروع ہونے سے قبل کر لی جائے تو قبول نہیں ہو گی، تو اسی طرح اگر وقت گزر جانے کے بعد کی جائے تو پھر بھی قبول نہیں ہو گی، لیکن اگر کوئی عذر ہو تو پھر قبول ہے "
انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (19) سوال نمبر (45).

اس پر واجب ہے کہ وہ صدق دل سے سب گناہوں سے سچی توبہ کرے، اور فرائض و واجبات کی پابندی کرے اور برائی اور منکرات کو ترک کر کے کثرت سے نوافل اور اللہ کے قرب والے اعمال کرے.

واللہ اعلم .